رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۷

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی زیر نگرانی و ارشاد حضرت اولوالعزم صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا

# الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ط

بیشک خدا کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے

بیا در بزم مستان تا بہ بینی عالمے دیگر

بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ میں ہر ماہ کی ۷ و ۱۴ و ۲۱ و ۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

شرح قیمت جو پیشگی لی جاوے گی

عوام کے لیے صہ

خواص عہ

ہندوستان سے باہر ہے

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ہے
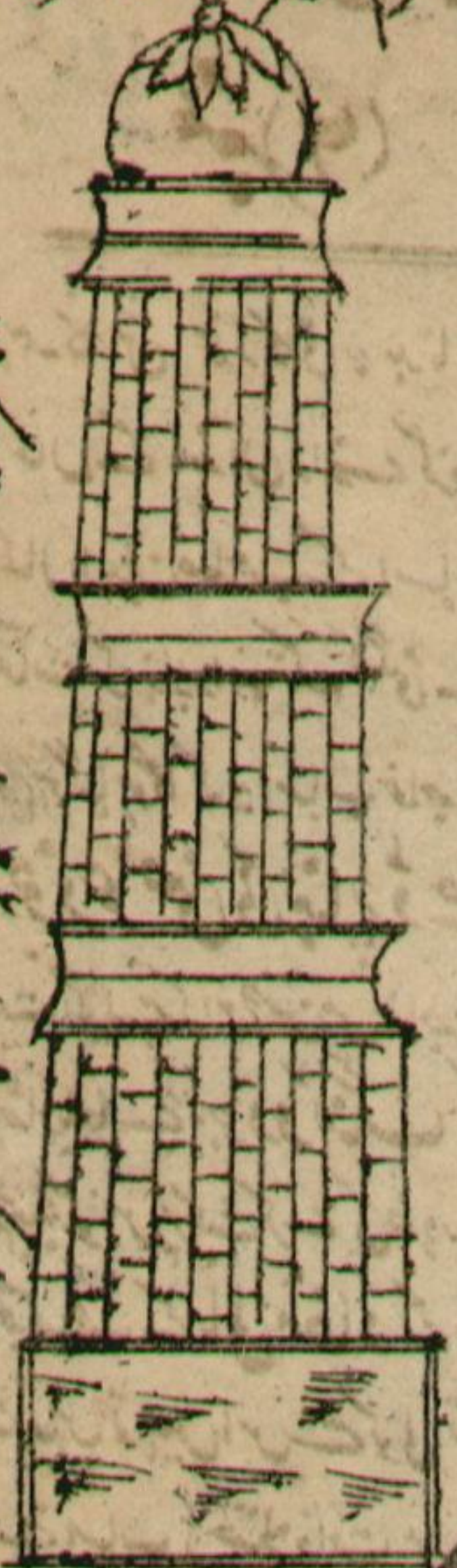
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی



چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ! + دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۱۹ | مورخہ ۲۱ - مارچ ۱۹۱۵ء عیسوی | نمبر ۱۱

## قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے اور ہر ایک مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے اور اقتضا دی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی قرآن کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے اس ضرورت کو پورا کرنیکے لیے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے اور یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضروریات اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں عاشق قرآن کریم حضرت مولٰنا مولوی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے درس سے لیئے ہوئے نوٹوں اور آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغفور کی تحریروں اور ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں کیا آپ نے ان کو اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں اس میں نور اور ہدایت ہے ہدیہ فی پارہ صرف ایک روپیہ (عہ)

پارہ ۴ ۲ سے ۳ تک اور ۱۵ و ۱۶ - پارے شایع ہو چکے ہیں اور ستروان پارہ پریس میں چلا گیا ہے جلد اسکے شایع ہونیکی توقع ہے حسب معمول وہ بھی خریداران الحکم کے نام وی پی ہوگا - قرآن کریم کے عاشق زار اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے

**سلک مروارید حصہ سوم** سلک مروارید حصہ سوم بھی تین جز تک چھپ گیا ہے وہ بھی بہت جلد شایع ہونیوالا ہے مجھے اسکے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں پہلے دو حصے دو مرتبہ چھپکر ہزاروں کی تعداد میں شایع ہو چکے ہیں اور قبولیت عام حاصل کر چکے ہیں قیمت ۳ ہے بلا محصول ڈاک ہوگی ممکن ہے پارہ کے ساتھ روانہ ہو سکے

نوٹ جو صاحب پارہ یا سلک مروارید کا وی پی جو مجموعی قیمت ۳ ہے کا ہوگا لینے کو تیار نہ ہوں براہ کرم اطلاع دیں

دفتر الحکم قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے طلب کریں

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک وایڈیٹر پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

# خواجہ کمال الدین صاحب کی خودکشی

## نمبر (۶)

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

خواجہ کمال الدین صاحب کے اسباب اختلافات پر جو تنقید اقتباسات کی بنا پر اب تک کیگئی ہے اس سے ناظرین الحکم کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ اسباب خواجہ صاحب کے **خانہ ساز اور خودغرضی کی بنا پر ڈھلے ہوئے ہیں** اور اب وقت آگیا ہے کہ اس ضمن میں خواجہ صاحب کے ان کاموں سے پردہ اٹھا دیا جائے۔ جو **ووکنگ کی خانقاہ میں** ہو رہے ہیں مجھکو اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہ تھی اور میں پسند کرتا تھا کہ خواجہ صاحب کے **مالی مفاد** کے ساتھ اگر وہ تبلیغ کا کام بھی کرتے رہیں تو ہمیں اس سے کوئی تعرض نہیں لیکن جبکہ انہوں نے اپنے اسباب اختلافات میں چوہدری فتح محمد صاحب کی علیحدگی کی بحث کو چھیڑا ہے تو یہ ضروری بات ہے کہ پبلک کو معلوم ہو جاوے کہ

**خواجہ صاحب نے اس معاملہ میں کسقدر غلط بیانی کی ہے۔**

خواجہ صاحب کے جب متواتر خطوط کسی آدمی کو مدد کیلئے بھیجے جانے کی درخواستوں پر مشتمل آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔اے کو خواجہ صاحب کی مدد کیلئے روانہ کیا۔ چوہدری فتح محمد صاحب **وہی نوجوان ہیں** جن کی تعریف خواجہ صاحب اپنی تقریروں میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے **اثمار شیریں** کے اظہار میں کیا کرتے تھے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے طالبعلموں سے کالج کے پروفیسر قرآن پڑھتے ہیں۔ عربی زبان میں انہوں نے ایم۔اے پاس کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ چوہدری صاحب کو تقوی۔ دیانت اور صدق و وفا کے لحاظ سے اس قابل پاتے تھے کہ انہوں نے اپنی نواسی کا رشتہ چوہدری صاحب سے کر دیا۔ اور اس تعلق سے اور بھی محظوظ ہوئے۔ اس قسم کے تعلقات ان مدعیان خدمت و تقوےٰ کو کبھی نصیب نہیں ہوئے۔ بجائیکہ ان میں سے بعض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور مبادرت بھی کی اور مختلف رنگوں سے کوشش کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رشتہ کے تعلقات قایم ہوں۔ لیکن جب وہ اس کے اہل نہ پائے گئے تو انہوں نے کینہ اور عناد کو دل میں جگہ دی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تو شان بہت بلند اور ارفع تھی آپکے صدیق حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے ساتھ بھی اس قسم کا پیوند ان لوگوں کو نصیب نہ ہوا۔ مگر چوہدری فتح محمد صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہ عزت بھی دی اور دینی تعلیم و تربیت انہوں نے حضرت خلیفہ اول سے براہ راست حاصل کی خواجہ صاحب تو علم و فضل اور بلحاظ تقوی و دیانت چوہدری فتح محمد صاحب سے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ ہاں یہ سچ ہے اور میں اور دوسرے لوگ ہر وقت اس اعتراف کیلئے تیار ہیں کہ چوہدری فتح محمد میں وہ زبان کی چالاکیاں اور گہری تجویزیں نہیں ہیں جو خواجہ صاحب میں ہیں۔ خواجہ صاحب چوہدری صاحب کے جانے سے خوش نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن چونکہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے بھیجے ہوئے تھے اسلئے بظاہر انکار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ خواجہ صاحب نے چوہدری صاحب کے ولایت جانے پر جو کام لینا چاہا یا لیا اسکی تفصیل کا ابھی وقت نہیں اور جو خدمت انہوں نے کی اور جس میں خواجہ صاحب کی چمکیلی کامیابی کا راز مخفی ہے۔ اسکی **بنیاد خواجہ صاحب کے لئے چوہدری فتح محمد** صاحب نے ہی اپنے ہاتھ سے رکھی۔ اور یہ

### ووکنگ کے لیکچروں کا سلسلہ ہے

خواجہ کے وہم و گمان میں بھی یہ تجویز اشاعت اسلام کی نہ تھی اللہ تعالےٰ نے یہ تحریک چوہدری صاحب کے دل میں ڈالی اور انہوں نے اس سلسلہ کو شروع کیا۔ خواجہ صاحب نے جب دیکھا کہ یہ تحریک کارآمد اور کامیاب ہے تو پھر لنڈن کی لیکچروں کے سلسلہ میں بھی وہ دلچسپی رہی باوجود اس کامیابی کے

**جو چوہدری فتح محمد صاحب کے ذریعہ ہوئی**

خواجہ صاحب کی کوشش یہ رہی کہ وہ چوہدری فتح محمد صاحب کو ایک محض بیکار وجود ثابت کریں۔

**انشاء اللہ** اس اجمال کی تفصیل ضرور میں کرونگا اور خواجہ صاحب کی دستخطی تحریروں سے اپنے بیان کو ثابت کر کے دکھا دونگا و باللہ التوفیق۔

ان اجمالی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب چوہدری فتح محمد صاحب کو کوئی کریڈٹ نہیں دینا چاہتے تھے۔ چوہدری صاحب چونکہ اس غرض اور مقصود کو لیکر نہیں گئے تھے اسلئے انہیں کبھی اس قسم کا کبھی وہم بھی نہیں آسکتا تھا۔ دوسری طرف خواجہ صاحب چوہدری صاحب جیسے بے لاگ اور صاف آدمی سے خائف تھے ایسا نہ ہو کسی وقت وہ اظہار حالات میں صفائی سے کام لیں اس لئے ان کی کوشش ہمیشہ یہ رہی کہ کسی طرح سے ان کو الگ کریں۔ خواجہ صاحب اپنی اس تجویز اور منصوبہ میں حضرت خلیفہ اول کی زندگی میں تو کامیاب نہیں ہو سکتے تھے اگرچہ انہوں نے اپنی مدبرانہ چالوں سے کوشش بہت کی کہ انہیں محض نکما اور بیمار ثابت کرتے رہیں اور بیمار رہنے کیلئے ان سے ایسا کام لیتے رہیں جو ان کی صحت پر موثر ہو یہ **نہایت پر درد داستان ہے** جب خواجہ صاحب کے اس سلوک کی جو انہوں نے چوہدری صاحب سے کیا تفصیل ہوگی تو ریاکاری اور تصنع کے چہرہ سے نقاب اٹھ جائیگا۔ اور بہت سے دل درد سے بھر جائینگے کہ کس طرح پر پردیس میں جہاں تار کے ذریعہ بھی گھنٹوں میں خبر جا سکتی ہے اور آنا جانا تو بہت بڑا کام ہو) اس شخص کو جو حضرت خلیفۃ المسیح سے رشتہ کے تعلقات کے علاوہ خدمت دین کیلئے بھیجا گیا ہو۔ خواجہ صاحب ایسے دین (مذہب کے فدائی) نے دکھ دیا ہے۔

غرض جب خواجہ صاحب اپنی ان تمام تجویزوں میں جو چوہدری صاحب کے متعلق انہوں نے برنگ دیگر و بزنگ دیگر کیں ناکام رہے تو وہ کسی دوسرے وقت کے منتظر رہے

اور وہ وقت ان کی نظر دوربین میں حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کا وقت تھا۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی بظاہر خوش قسمتی مگر حقیقت میں بدقسمتی سے وہ گھڑی جو مقدر تھی آپہونچی۔ اور خواجہ صاحب نے چوہدری صاحب کو

### بیک بینی و دوگوش نکال دیا!

اب انگلستان سے آکر اپنے گھر میں کھڑے ہو کر خواجہ کمال الدین صاحب اپنے اختلافات میں بعد فرماتے ہیں اور حضرت اولوالعزم پر نعوذ باللہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے حکم کے توڑنے کا الزام لگاتے ہوئے کہتے ہیں:-

یہ پھر وہ کیوں اوروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرتے ہیں جو خود وہ نہیں کر سکے۔ پھر مجھے اور حیرت آئی کہ انہوں نے **چوہدری فتح محمد صاحب کو میرے کام سے بے وجہ الگ کیا۔ اور اس نے کام انہیں طریقوں پر کرنا تھا جو میرا طریق تھا۔ اور اس کا اپنا طریق عمل کہہ رہا ہے کہ میرے قدم پر چل رہا ہے** اور اس پر کیا منحصر ہے **خود میاں صاحب** نے بعض وقت اور ان کے مریدین نے حسب ضرورت میرے قدم بقدم رکھا ہے تو پھر چوہدری فتح محمد کو مجھ سے جدا کر کے قوم پر ایک اور بوجھ ڈالنے کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب کے مشیر بہت کوتاہ بین ہیں۔ وہ قوم میں کوئی پرسش چاہتے ہیں اور اپنی کامیابی اسی میں سمجھتے ہیں اور انکی نگاہیں کوئی نہ کوئی تحریک چلتی رہے+

"ان اسباب اختلافات" میں خواجہ نے نہایت بے باکی سے حضرت صاحبزادہ صاحب پر حضرت خلیفۃ المسیح اول کی اطاعت سے نعوذ باللہ انحراف کا الزام لگایا ہے۔

## کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم

اس کا جواب اگر میں اپنے الفاظ میں دوں تو شاید نامناسب ہوگا۔ میں اس عظیم الشان انسان کے الفاظ نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو اپنی زندگی میں تو خواجہ صاحب کا آقا۔ مطاع۔ اور امام تھا۔ مگر مرنے کے بعد ان تمام مراتب سے اتر کر خواجہ کے اعتقاد میں محض

## حکیم صاحب رہ گیا تھا!

چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

**جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر شریف۔ نواب ناصر۔ نواب محمد علیخان کرتا ہے۔ تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں ان کو خدا کی رضاء کیلئے محبت ہے۔** (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

یہ وہ الفاظ ہیں جو اس مقام پر کہے گئے تھے جہاں خواجہ صاحب کھڑے ہو کر حضرت میاں صاحب پر اطاعت نور الدین کے انحراف کا الزام لگاتے ہیں۔ ما یقولون الا کذبا۔ احمدی قوم خدا کے لئے غور کرے کیا حضرت خلیفۃ المسیح کا بیان درست اور صحیح ہے یا خواجہ صاحب کا اتہام درست ہو سکتا ہے

## چہ نسبت خاک را با عالم پاک

خواجہ صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح کی اس تقریر کے بعد جو احمدیہ بلڈنگس میں کی گئی تھی۔ اس قسم کا الزام لگاتے ہوئے شرم کرنی چاہیئے تھی۔ رئیس المنکرین دوسروں کو تو دریدہ دہن کہنے میں منہ کھولتا ہے مگر خواجہ کی اس غلط بیانی کو سنتا اور پڑھتا ہے اور اس کے منہ سے آواز نہیں نکلتی اور اسکی قلم میں جنبش پیدا نہیں ہوتی۔

**کیا یہی وہ تقویٰ ہے جسکے دعویٰ پر دوسروں کو غیر متقی کہا جاتا ہے**

اصل بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت اولوالعزم کو اطاعت کے اس مقام پر کھڑا کیا جہاں کوئی اور کھڑا نہیں ہو سکتا تھا خصوصاً ان منکرین خلافت کو تو یہ عزت کبھی بھی نہ ملی۔ اسلئے محض حسد اور کینہ کی بنا پر اسکی پوزیشن کو گرانے کے لئے یہ بیہودہ کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اس کے بعد دوسرا الزام یہ ہے کہ چودھری صاحب کو میاں صاحب نے بلاوجہ خواجہ صاحب سے الگ کیا۔ میں نے الزامات کے سمجھنے کے لئے نمبر دیدیئے ہیں۔

یہ امر کہ میاں صاحب نے چودھری صاحب کو خواجہ صاحب سے الگ کیا۔ اگر میاں صاحب کی اپنی زبان یا قلم سے بیان کیا جاتا تو انگلستان کے واقعات کا عدم اظہار شاید کسی کو شبہ میں ڈال سکتا اسلئے بہتر ہے کہ چودھری صاحب کے اپنے الفاظ میں خواجہ صاحب کے الزام کی حقیقت کا راز طشت از بام کر دیا جائے چنانچہ چودھری صاحب کا خط جو انہوں نے رسالہ اسباب اختلافات کو پڑھ کر ۱۸ فروری کو لکھا ہے ذیل میں درج کر دیا جاتا ہے۔ اس سے الزامات کی بنا پر الزام نمبر ۳ کا بھی جواب مل جاویگا۔

خدا کے لئے اس خط پر توجہ کیجئے اور دیکھئے کہ کیا خواجہ صاحب نے چودھری صاحب کو الگ کیا یا میاں صاحب نے؟ اور خواجہ نے انحراف اطاعت امام کا ارتکاب کیا یا میاں صاحب نے۔ اب میں اس خط پر اس نمبر کو ختم کرتا ہوں اور باقی تصریحات اگلے نمبر میں انشاء اللہ ہونگی۔ (ایڈیٹر)

## چودھری صاحب لکھتے ہیں!

نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

**اس تحریر کا باعث خواجہ کمال الدین صاحب کے وہ الفاظ ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب اختلافات میں میرے متعلق تحریر کرنے پسند فرمائے ہیں۔ احمدی جماعت کو متنبہ کرنے کیلئے اور خواجہ کمال الدین کے دھوکہ سے بچانے کے لئے میں اصل واقعہ کو جوابًا شایع کرنا ضروری سمجھتا ہوں وباللہ التوفیق۔**

خواجہ کمال الدین نے یہ جو شایع کیا ہے کہ حضرت میاں صاحب نے مجھے ان سے اور ووکنگ سے علیحدہ کیا بالکل جھوٹ ہے بلکہ میرے ووکنگ سے چلے جانے اور علیحدہ کام شروع کرنے کے صرف خواجہ صاحب ذمہ دار ہیں اور حضرت میاں صاحب کا نام انہوں نے یونہی قوم کو دھوکہ دینے کیلئے ذکر کر دیا ہے اصل واقعہ یوں ہے کہ خواجہ کمال الدین کو میرا وجود انگلستان میں کسی زمانہ میں بھی پسند نہ تھا اور میں بھی ان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کی اطاعت لازمی تھی اسی لئے جوں توں کرتے دن گذر گئے۔ حضرت مرحوم کی وفات کے بعد اپریل ۱۹۱۴ء میں خواجہ کمال الدین نے عرب صاحب کے ہاتھ مجھے کہلا بھیجا کہ تم فوراً ہندوستان واپس چلا جانا چاہیئے اور اس کا انتظام اس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ عاجز اپنے والد کو بذریعہ تار اسبات کی تحریک کرے کہ میرے والد صاحب واپسی کیلئے روپیہ شیخ رحمۃ اللہ کے پاس جمع کروا دیں اور روپیہ جمع ہو جانیکے بعد شیخ رحمۃ اللہ صاحب خواجہ کمال الدین کو تار دیں اور پھر خواجہ صاحب کمال فیاضی سے مجھے یہاں سے ٹکٹ واپسی خرید دینگے اور غالباً خواجہ صاحب کا یہ بھی خیال تھا کہ دونوں طرف کے جو تاروں پر خرچ ہو اس کا خرچ اسی روپیہ میں وضع کیا جائے۔ جو میرے والد صاحب شیخ رحمت اللہ کے پاس جمع کرا چکے ہوں۔ میں نے اسبات کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ میں سرزمین انگلستان کو بغیر اجازت حضرۃ خلیفہ ثانی کے چھوڑنا گناہ اور گستاخی میں داخل سمجھتا تھا اور خواجہ صاحب جو مجھ سے یہ تمام کاروائی تاروں کے ذریعہ سے کروانی چاہتے تھے اس میں بھی غالباً یہی حکمت تھی کہ میں بغیر مشورہ کے یہاں سے چلدوں یہ پہلی کوشش علیحدگی کی تھی جو ناکام رہی۔

اس کے بعد ایک اور وقت آیا اور خواجہ صاحب کو [illegible] شروع ہی میں یقین ہو گیا کہ میں یہاں ان کی مدد کے بغیر ہی ٹھہر سکتا ہوں۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ میں خواجہ صاحب کے ساتھ کام کروں اور اسکے عوض میں خواجہ صاحب مجھے علاوہ کھانا کے ساٹھ روپیہ ماہوار دینگے میں نے عرض کیا کہ میں روپیہ وغیرہ کے متعلق کوئی شرط نہیں کرتا آپ میری صرف ایک بات مان لیں تو میں آپکے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہوں اور وہ یہ کہ میں آپ سے شرط کرتا ہوں کہ میں ووکنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہیں لونگا۔ نہ لیکچروں میں اور نہ گفتگو میں اور نہ ہی ان مضمونوں میں حضور علیہ السلام کا ذکر کرونگا۔ لیکن ووکنگ سے باہر پرائیویٹ طور پر میں خود لیکچروں کا انتظام مختلف سوسائٹیوں کے ساتھ کرونگا اور ان لیکچروں کے ساتھ آپکا کسی قسم کا تعلق نہیں ہوگا اور نہ ہی میں آپ سے ان لیکچروں کے انتظام کیلئے کسی قسم کی مدد طلب کرونگا۔ ایسے لیکچروں میں مجھے آپ حضور علیہ السلام کے نام کا ذکر کرنے دیں۔ اور چونکہ ان لیکچروں میں آپکا کسی قسم کا تعلق نہیں ہوگا۔ اسلئے آپ پر کسی طرح کی ذمہ داری عاید نہیں ہوگی۔ لیکن آپ نے میری اس درخواست کو نامنظور فرمایا اور کہا کہ اگر تم نے حضرت صاحب علیہ السلام کا ذکر کرنا ہے تو تم اور میں ایک چھت کے نیچے ملکر کام نہیں کر سکتے۔ اس

اس کے بعد میں لنڈن چلا گیا۔ اور اپنے طور پر کام شروع کر دیا جب پھر آپ نے ہندوستانی اخباروں میں یہ شائع کیا کہ لنڈن کی برانچ کھول دی گئی ہے اور قاری صاحب اور فتح محمد وہاں کام کرنے کیلئے چلے گئے ہیں۔ قاری صاحب کے متعلق تو مجھے علم نہیں لیکن مجھ کو آپ نے خود ووکنگ سے نکالا۔ اور اب آپ اُسے حضرت میاں صاحب کے ذمہ لگاتے ہیں۔ افسوس!!!

"اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب میں جو آپ نے چند متضاد باتیں بیان کیں ہیں اس کے علاوہ میرے نزدیک ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ سلسلہ احمدیہ میں ایسے اشخاص کا وجود ہے جن میں حق پرستی نہیں اور نہ ہی ان کی باتوں میں صفائی ہے۔ (اسکے علاوہ چوہدری صاحب نے چند باتیں لکھی ہیں جو خواجہ صاحب اگر چاہیں گے اور دوسرے واقعات مندرجہ مکتوب ہذا کا انکار کرینگے تو شائع کی جا سکے گی)۔ (ایڈیٹر)

# سلسلہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

## احمدی زمینداروں کی توجہ کے قابل

ربیع کی فصل پکنے کے قریب آگئی ہے اس مرتبہ جیسا کہ سرکاری اطلاعوں سے معلوم ہوتا ہے گندم کی کاشت ایک وسیع رقبہ میں ہوئی ہے ہماری جماعت میں زمیندار جماعت کی بھی بہت بڑی تعداد ہے۔ لنگرخانہ ایک عرصہ سے مقروض چلا آتا ہے اس کے سبکدوش کرنیکی طرف جماعت کو بیحد توجہ ہے۔ لیکن اگر فصل کے موقعہ پر ہمارے زمیندار احباب توجہ کریں تو لنگرخانہ کے اخراجات میں بہت بڑا حصہ غلہ کی صورت مہیا ہو سکتا ہے۔ کئی سال ہوئے زمینداروں کیلئے غلہ دینے کی ایک تجویز پاس ہوئی تھی۔ مگر اس پر پورا عملدرآمد نہیں ہوا۔ اگر ایک انتظام کے ساتھ اس پر عمل ہو تو بلاشبہ سال بھر کا غلہ لنگرخانہ کیلئے مہیا ہو سکتا ہے۔ ہماری انجمنیں ابھی سے غلہ کی تحصیل کا انتظام کریں اور میری رائے میں بجائے غلہ فروخت کر کے اسکی رقم یہاں بھیجنے کے غلہ ہی بھیجدینا چاہیئے۔ اگر اس سال اس تجویز پر پورے طور پر عملدرآمد ہو تو خدا کے فضل سے یہ امید کرنا بالکل بجا ہو گا کہ لنگرخانہ کے اخراجات میں بہت بڑی سہولت پیدا ہو جائیگی۔ اسکی ضمن میں یہ ظاہر کرنا بھی شاید نامناسب نہ ہو کہ بہت سے زمینداروں نے وصیت کی مد میں اپنی آمدنیوں کا عشر مقرر کیا ہوا ہے اس حصہ میں بھی اگر حاصلات اراضی میں حصہ دہم میں غلہ دیا جاوے تو زیادہ مفید ہو۔ موثر اور کارآمد بنانے کیلئے ہمارے دوست توجہ کریں۔

## ضروریات سلسلہ کیلئے تحریکوں کی ضرورت

میں کبھی جب انجمن کے بعض کاموں پر نکتہ چینی کرتا ہوں تو بعض دوستوں کو ناگوار معلوم ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ مجھے ایسے معاملات پبلک میں نہیں لانے چاہئیں۔ مگر میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس نقص نے پہلے قوم کو نقصان پہنچایا ہے۔ چند نفوس جنکے ہاتھ میں انجمن کے کاموں کی باگ تھی۔ وہ یہی کوشش کرتے تھے کہ کوئی معاملہ پبلک میں نہ آوے یہانتک کہ جب انجمن کا جلسہ ہو تو دروازوں کے باہر گویا پہرہ ہوتا تھا کہ کوئی سن نہ لے۔ اس رازداری اور قومیسٹری کا نتیجہ آج قوم کے سامنے ہے اور قوم کو ان ناخدا ترسوں کے ہاتھوں سخت ٹھوکر لگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس زلزلہ میں جماعت کی عمارت کو قائم رکھا۔ اور چند کچی اور بوسیدہ اینٹیں گر گئیں جبکہ ہمارے تمام کام خدا کی رضا اور اصلاح بین الناس کیلئے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے متعلق پبلک میں ذکر نہ ہو۔ نقائص کی اصلاح کا یہی طریق ہے اور قوم کو اس سے باخبر رکھنا ضروری باوجودیکہ انجمن کے قابض نفوس نے اپنی پوری قوت سے چاہا کہ الحکم قوم کو باخبر نہ رکھے مگر میں نے اپنے فرض کے خلاف سمجھا۔ اس بر موقعہ علم اور واقفیت نے اظہار حقیقت کا قوم کو فائدہ پہونچایا۔ اس سے میری غرض ان باتوں سے محض اصلاح ہوتی ہے نہ کچھ اور۔ اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ قومی ضرورتوں کیلئے بر موقعہ تحریکوں کی بڑی ضرورت ہے اور مجھے افسوس ہے کہ اسطرف بہت ہی کم توجہ کی جاتی ہے پچھلے سال تک رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں سلسلہ کے کاموں کی ماہوار رپورٹ شائع ہوا کرتی تھی۔ لیکن اب اس سلسلہ کو نہیں معلوم کیوں بند کر دیا گیا ہے اگر رسالہ میں گنجائش نہیں تو اخبارات ہی میں یہ رپورٹ بھیجدی جایا کرے۔ میری دانست میں ہر صیغہ کا افسر کا یہ ایک فرض ہے کہ وہ ماہوار رپورٹ جو مختصر ہو شائع ہونے کے لئے سلسلہ کے اخبارات و رسالجات کو بھیجدیا کرے۔ اس سے قوم نہ صرف سلسلہ کے کاموں سے واقف رہتی ہے۔ بلکہ اسکو ضروریات سلسلہ کیلئے ایک تحریک ہوتی رہتی ہے۔ افسر مقبرہ نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا ہے

## خواجہ صاحب کے سفر کے برکات

ناظرین تعجب کرینگے کہ سلسلہ احمدیہ کی خبروں کے ضمن میں یہ نوٹ کیوں درج کیا جاتا ہے۔ مگر اسے پڑھکر انکا تعجب دور ہو جائیگا۔ خواجہ صاحب کبھی اپنی معلومات اور علم صحیح میں ممتاز یا مشار الیہ نہیں ہوئے ولایت سے آکر ہندوستان میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے حکم صریح کے خلاف دست سوال دراز کرنیکے لئے نکلے تو اپنے خیال میں ایک باخبر رفیق کو بھی جو تنخواہ دار ہے ساتھ لیا تاکہ احمدیوں کو گمراہ کرنے میں انکا ممد و معاون ہو۔ خواجہ صاحب کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ اپنے سفروں اور کامیابیوں کے حالات اخبارات میں شائع کرایا کرتے ہیں۔ اس مرتبہ ان کے کارناموں کو شائع کرنے والے اخباروں کی کمی ہے اور تعجب ہے کہ وہ غلغلہ جو خواجہ صاحب کی ولایت میں موجودگی کے وقت ان کے کارناموں کا بلند تھا۔ آج ہندوستان میں انکی موجودگی میں خاموش ہے۔ اسلئے پرائیویٹ اطلاعوں سے کام لیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب کے رفیق نے دہلی کی کامیابی کا تو کوئی ذکر نہیں کیا۔ کانپور۔ لکھنو کی کامیابیوں کا اظہار کیا کہ کانپور کے تمام احمدی ان کے ساتھ ہو گئے۔ اس کذب صریح کی تردید بابو معراج الدین احمد یوں بھیجتے ہیں۔ "مجھے اس شخص پر سخت افسوس ہے کہ انہیں سخت غلط بیانی اور افترا سے کام لیا ہے۔ کانپور کی جماعت میں سے کوئی شخص ان کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور نہ لاہور والے اسبات کی توقع رکھیں کہ یہاں کی جماعت میں سے کوئی ان کے ساتھ ہو جائے"

لکھنو کے متعلق بھی ایسی ہی چالاکی سے کام لیا گیا ہے وہاں سے جو خطوط آئے ہیں وہ اس کذب صریح کی تردید کرتے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ان واقعات کو پبلک کریں اور مولوی عبدالشکور صاحب سے مباحثہ کر کے خواجہ صاحب جس قابلیت کے ساتھ بھاگے ہیں وہ لاہوری جماعت کو ہمیشہ یاد رہے گی۔ لکھنو کے دست سوال پر ایک پرجوش احمدی نے خواجہ صاحب کی ناکامی کا نقشہ اس شعر میں کھینچا ہے۔

خواجہ! کیا ملا عرض مدعا کر کے + بات بھی کھوئی التجا کر کے۔

## مارلیشس کا واعظ مسافر

صوفی غلام محمد صاحب بی اے مارلیشس کے مبلغ حضرت اولوالعزم اور جماعت کی دعاؤں میں بمبئی سے روانہ ہو کر حیدرآباد وغیرہ ہوتے ہوئے جا رہے ہیں۔ مجھے انہوں نے مختصر سے حالات بھیجے ہیں جو بجنسہ درج کرتا ہوں۔ صوفی صاحب آئندہ بھی اس قسم کے حالات بھیجتے رہینگے (انشاء اللہ تعالیٰ) (ایڈیٹر)

اخی المکرم شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں ۱۰۔ مارچ کی صبح کو بنگلور پہونچا۔ وہاں میں نے آپکا اخبار الحکم پڑھا بہت خوشی ہوئی۔ علی محمد سیٹھ صاحب کے پاس آتا ہے آپکے اخبار دیکھنے سے مجھے یاد آیا کہ آپ نے میری نوٹ بک پر لکھا تھا۔ حالات سے مطلع کرتے رہیں۔ سو میں آپ کو مختصر طور پر اپنے حالات لکھتا ہوں۔ تاکہ آپکی فرمایش پر عمل ہو جاوے۔ میں جب آپ کے پاس سے رخصت ہوا۔ واللہ وہ رخصت کا نظارہ مجھے نہیں بھولیگا۔ اور حضرت امام کا بھائیوں کیطرح معانقہ بھی ہمیشہ مجھے یاد رہیگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سردار اور امام کو صحت کاملہ اور عمر طویل عطا فرماوے۔ اور احمدیت کی ترقی آپ کے عہد سعادت میں بہت ہو ہزاروں احمد کے حلقہ اطاعت میں داخل ہوں اور سچی احمدیت دنیا میں پھیل جاوے۔ میں شام کو

قاضی عبدالرحیم کے ساتھ بٹالہ سے روانہ ہوا۔ اور امرتسر سے بمبئی
میل میں بیٹھ گیا۔ راستہ میں اس گاڑی میں سادھو بیٹھے ہوئے تھے۔
ایک سادھو کے ساتھ مذہبی تذکرہ میں نے جاری کر دیا۔ اور اس سے
کہا وید پڑھ کر سناؤ۔ اس نے سنایا۔ اس سے میں نے کہا کہ تم کسی
کے منتظر بھی ہو۔ اس نے کہا کہ ہم کلنکی اوتار کے منتظر ہیں۔ میں نے
کہا وہ تو آ گئے اور ہم نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور قاضی
عبدالرحیم سے گواہی بھی دلوا دی۔ وہ کہنے لگا کہ اس نے تو نیلے گھوڑے
پر آنا ہے میں نے کہا اس سے مراد ہے کہ آسمانی تائید اسکے ساتھ
ہوگی۔ آسمانی طاقتوں پر سوار ہوگا۔ اس نے اس توجیہ کو بہت
پسند کیا۔ آریہ سماج اور سوامی دیانند کے متعلق باتیں ہوتی رہیں
اس نے انسے بیزاری ظاہر کی۔ میں نے اس سے اگنی کے معنے
پوچھے۔ اس نے کہا آگ۔ میں نے کہا کہ دیانند نے اسکے معنے
خدا کے کئے ہیں۔ اس نے کہا غلطی کرتا ہے۔

غرضیکہ ہم صبح ۸ بجے ۲۱ فروری دہلی پہونچے اور میر قاسم علی
صاحب اور معراج الدین صاحب سے ملے ۲۲ فروری تھامس کک
کا ٹکٹ خریدا۔ قطب صاحب کی لاٹھ دیکھی ۲۲ کی شام کو دہلی
سے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک ہندو کو جو کہ بنارس کا رہنے والا
تھا۔ مذہب کی طرف توجہ دلائی۔ گوالیار اور جھانسی کے درمیان
پٹیالہ کے چند سنگ تراش تھے۔ ان کو حضرت اقدس احمدؑ کا دعویٰ
مسیحیت اور مہدویت سنایا اور علامات اور نشانات پیش کئے
بہت مقامات ایسے ہیں وہاں حضرت صاحب کا نام تک
نہیں پہونچا۔ ریاست پٹیالہ کے لوگ بالکل اس سے ناآشنائی
ظاہر کرتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے میری عزت کی اور میرا
اسباب خود باندھ دیا اور انٹر میں پہونچا دیا۔ اس سفر میں میں نے
خوب تجربہ کیا ہے کہ لوگ حضرت صاحب کا ذکر سنکر بجائے
اسکے کہ برافروختہ ہوں گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی
کہ جب حق دلایل کیساتھ پیش کیا جاوے کیا وجہ ہے کہ اسکا
اثر دلوں پر نہ ہو۔ احمدیت کا ذکر سم قاتل نہیں ہے۔ بلکہ
تریاق ہے یہ محض ڈرپوک انسان کی کمزوری ہے کہ وہ اس ڈر
سے حضرت احمدؑ کا ذکر نہ کرے کہ کہیں لوگ مجھ سے ناراض نہ
ہو جاویں۔ وہ نہیں جانتا کہ جس نے احمدؑ کو بھیجا ہے اسی کے
ہاتھ ان لوگوں کے قلوب ہیں۔ پھر ہم منماڑ میں پہونچے ۲۶ فروری
کی صبح کو منماڑ سے روانہ ہوئے۔ سکندر آباد کے چند سپاہی تھے
جو ضلع جہلم کے تھے ان کو تبلیغ کی اور راستے میں ریاست حیدر آباد
کے چند مسافر میرے خانے میں بیٹھے تھے۔ ان کو حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کی تبلیغ کی وہ بہت خوشی سے سنتے رہے
اور انہوں نے وعدہ کیا کہ حیدر آباد میں بشارت منزل پر آوینگے

۲۷ فروری کی صبح کو میں حیدر آباد پہنچا۔ سٹیشن پر حضرت
مفتی صاحب اور حافظ صاحب مولوی محمد سعید صاحب۔
حافظ محمد اسحاق صاحب میر بشارت احمد صاحب۔ غلام اکبر
خانصاحب وکیل و چودہری نواب علی صاحب و دیگر احباب سٹیشن پر
موجود تھے۔ حضرت حافظ صاحب اور مفتی صاحب سکندر آباد المعین الدین
صاحب کے پاس برائے تبلیغ واپس چلے گئے اور میں بشارت
منزل میں بھیجا گیا۔ میں وہاں ایک ہفتہ رہا۔ السد دین صاحب سے
ملاقات ہوئی نواب ممتاز یار الدولہ میجر سے ملاقی ہوا
وہ قرآن شریف کے نکات سنکر عش عش کرتا تھا
حضرت احمدؑ کے متعلق حضرت حافظ صاحب خوب تبلیغ
کرتے ہیں۔ کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑتے۔ السد دین بالکل قایل
ہو گیا۔ بیعت کرنے پر آمادہ اور طیار ہے۔ صرف وہ یہ چاہتا
ہے کہ احمدیت کے مسایل کے دلایل مختصراً جمع کر دیئے جاویں
اور اسے دیدیئے جاویں تاکہ اگر کوئی ان سے پوچھے تو ان کو بتا
سکے۔ اور اوروں کو تبلیغ کر سکے۔ حیدر آباد میں میرے قیام کے
ایام میں ایک جلسہ ہوا۔ حافظ صاحب اور مفتی صاحب کو وعظ
کیلئے مدعو کیا گیا۔ اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان دونوں
کے وعظ کے بعد حکیم مقصود علی خان کا وعظ تھا۔ جو کہ حضرت
صاحب کی بیعت کر کے حیدر آباد میں آ کر منحرف ہو چکے ہیں
ان کو کہا گیا کہ آئیں اور وعظ کریں مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور
میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اور میں نے اسلام کے زندہ ہونیکا یہ ثبوت
دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح موعود کو بھیجا اور وہ قادیان
میں آیا۔ اسکے ماننے میں اسلام کی زندگی ہے اور اگر نہ مانا جاوے تو
اسلام مثل دیگر مذاہب مردہ ہے۔ گذشتہ معجزات ہر ایک مذہب والا پیش
کر سکتا ہے اور آیندہ کے سکہ کا ہر ایک دعویدار ہے ہمیں تو نقد
دلیل چاہیئے۔ اور وہ سوائے احمدیت کے کہیں بھی نہیں ملتی
پس تم حضرت احمدؑ کے دعویٰ میں غور کرو اور سوچو تمہیں خوش ہونا
چاہیئے کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور باقی مذاہب مر چکے ہیں۔
حیدر آباد میں جمعہ بھی میں نے پڑھایا اور احمدیوں کو حضرت امام کی
اطاعت پر بڑی لمبی تقریر کی اور ان کے دلنشین کیا کہ اللہ تعالیٰ
نے خود وعدہ فرمایا کہ میں ایماندار اور اعمال صالحہ والے کو خلیفہ
بناؤنگا اسلئے تمہیں قطعاً اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ
وہ ہمیں شریعت کے برخلاف کام کرائیگا۔ بھلا شریعت کے برخلاف
کام اعمال صالحہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور ثابت کیا کہ فرمانبرداری
ہی اسلام ہے اور جس کام میں فرمانبرداری مد نظر نہیں رکھی گئی۔
وہ اللہ کے نزدیک دین نہیں ہے کیونکہ ان الدین عند اللہ
الاسلام فرمایا ہے اور یہ ثابت کر دیا کہ واجب الاطاعت امام

مبایعین ہی جماعت کہلا سکتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مبایعین
پر اللہ کا ہاتھ ہے ید اللہ فوق ایدیہم اور آنحضرت کریم صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں ید اللہ علی الجماعۃ تو ان دونوں کو ملا کر
صاف نتیجہ نکلا کہ مبایعین جماعت کہلا سکتے ہیں لوگ اس سے بہت
متاثر ہوئے۔ میں ۶ مارچ کی صبح کو حیدر آباد سے روانہ ہوا اور
۷ مارچ کو مدراس پہونچا راستہ میں ۶ یا ۷ حیدر آبادیوں کو تبلیغ
احمدیت کی اور تمام نشانات اور دلایل پیش کئے وہ بہت ہی متاثر
ہوئے ان کے میں نے ایڈریس لکھ لئے۔ اور انہوں نے وعدہ کیا
کہ اگر ہمارے پاس اشتہارات یا ٹریکٹ وغیرہ آئینگے تو ہم پڑھیں گے
۷ مارچ کو مدراس پہونچا بڑی تلاش کے بعد سیٹھ صاحب کا پتہ ملا
سیٹھ صاحب بیمار ہیں مگر آگے کی نسبت بہت افاقہ ہے بہت اخلاص
رکھتے ہیں۔ قوت حافظہ میں بہت فتور آ گیا ہے تمام احباب ان کے
لئے بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرماوے
بہت پرانے مخلص ہیں۔ ان کے صاحبزادہ سے معلوم ہوا کہ یہاں اور
بھی احمدی ہیں جو کہ میلاپور میں رہتے ہیں جو کہ ۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے
مگر وہاں ٹریموے میں جاتے ہیں میں ٹریموے میں بیٹھ کر میلاپور پہنچا۔
وہاں بہت پرجوش پرانے مخلص مولوی سلطان محمود ہیں جنہوں نے
مولوی محمد احسن صاحب کا مباحثہ بنگلور میں ساتھ دیا تھا۔ مگر مدت سے بیمار
ہیں۔ انکا اسفل حصہ بدن بالکل بیحس و حرکت ہو گیا ہے مثل تختہ
کے بیٹھے پڑے لیٹے رہتے ہیں۔ احمدیت کا انہیں بہت جوش ہے ان کے
ساتھ حکیم محمد سعید صاحب اور حکیم غلام دستگیر خانصاحب فاروقی بڑے
پرانے پرجوش احمدی ہیں۔ اسکے بعد میں بنگلور گیا اور حاجی محمد سیٹھ
سے ملا۔ وہ بھی حضرت صاحب کے پرانے مخلص دوست ہیں
وہ حضرت امام کیساتھ بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ بنگلور میں احمدیوں
کی خاصی تعداد تھی مگر پیغام یہاں بہت آتا ہے الفضل نہیں آتا الحکم
نکلتا ہی بہت کم ہے اگرچہ میں نے اس کو یہاں دیکھا ہے۔ سیٹھ علی محمد
صاحب اور ان کے بھتیجے عبد الحمید ایوب کے سوا کسی نے حضرت
امام کی بیعت نہیں کی بہت کوشش کیگئی کہ ان کے ساتھ ملاقات ہو
مگر صرف ایک میر ضمیر الدین کے سوا کسی سے ملاقات نہیں ہوئی۔
کیونکہ میں وہاں صرف ایک رات رہا میر ضمیر الدین نے وعدہ کیا کہ دو اور
صاحبوں کو ساتھ لیکر آونگا۔ لیکن ان کو موقعہ نہ ملا۔ اور
مجھے واپسی جلدی آنا تھا۔ اسلئے میں ۱۱ کی شام کو وہاں آ گیا اور ۱۲ کی
صبح کو مدراس پہونچا۔ جمعہ تھا اسلئے میلاپور گیا کہ وہاں بھائیوں ساتھ
جمعہ پڑھینگے۔ یہاں سب نے بیعت کی ہوئی ہے اور اللہ کے فضل سے نیز
لاہوریوں کا کوئی اثر نہیں ہے اگرچہ یہاں بھی میلاپور میں پیغام آتا
ہے اور الفضل نہیں آتا۔ میں نے بنگلور میں بھی اور یہاں مدراس
میلاپور میں بھی بہت تاکید کی ہے کہ وہ الفضل منگوائیں یہاں رسایل ٹریکٹ

# مختصر نوٹ

(از عاقل فرید آبادی)

## لائل گزٹ کو نیک صلاح

۱۴ مارچ ۱۹۱۵ء کے لائل گزٹ نے اپنے ایڈیٹوریل نوٹوں (صفحہ ۵ کالم ۲) میں پیسہ اخبار کا ایک چھوٹا سا مضمون بعنوان (احمدیوں کو ہمارا نیک مشورہ) نقل کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے دونوں فریق یعنی وہ جو دامن خلافت سے وابستہ ہیں اور وہ جو اس سے منحرف ہیں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ہاتھ پر بیعت کرلیں کیونکہ بانئے سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی صاحب کے مقابلہ میں بصورت کذب اپنے لئے موت کی دعا مانگی تھی جو قبول ہو گئی اسلئے کہ مرزا صاحب (ع) مستجاب الدعوات تھے!!

اس تحریر سے راقم مضمون کی فہم و فراست پر جو روشنی پڑتی ہے۔ اس کی پردہ دری کو کافی ہے۔ جس عقل کے پتلے کو اتنی تمیز نہیں کہ خدا تعالےٰ پر افترا کرنے والا مستجاب الدعوات کیسے ہو سکتا ہے۔ اسکے بے سروپا خیالات پر جرح قدح کی چنداں ضرورت تو نہ تھی۔ لیکن چونکہ اسکی تحریر سے بیخبر عوام میں غلط فہمی پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اس واسطے ہمیں مختصراً یہ بتلانا پڑا کہ ثناء اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قضیہ باہمی کی اصلیت کیا ہے؟ درحقیقت ثناء اللہ اور حضرت اقدس کے درمیان مباہلہ کوئی نہیں ہوا جسکی بنا پر کہ آپ کا ثناء اللہ کے جیتے جی وصال ہو جانا اسکے لئے دلیل صدق ہو بلکہ آپ نے دعائیہ مضمون مباہلہ تجویز فرمایا تھا جسکے اشتہار میں صاف الفاظ موجود ہیں۔ کہ یہ کسی وحی و الہام کی بنا پر ہے نہ پیشگوئی اور ساتھ ہی یہ بھی آخر میں لکھدیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کو یہ طریق فیصلہ منظور ہو تو اس کو لفظ بلفظ اپنے اخبار میں شایع کردیں وہ بلا چون و چرا منظور کر کے اپنے اخبار میں شایع کردیتے تو گویا تحریری مباہلہ کی صورت ہو جاتی مگر ثناء اللہ نے اسے رد کیا اور لکھا کہ یہ کوئی معیار صداقت نہیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سچے اُٹھ جاتے ہیں اور جھوٹوں کو ڈھیل دیجاتی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس تو الٰہی وعدہ کے مطابق جسکی پے در پے متعدد الہامات میں ایک عرصہ پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ واصل الی اللہ ہو کر ان الہامات کے رو سے بھی (جیسا کہ اور ہزارہا نشانات کے ذریعہ) صادق ثابت ہوگئے اور ثناء اللہ کو اسکے مقرر کردہ معیار کے مطابق ڈھیل دیگئی تاکہ اسکے کاذب اور دشمن حق ہونے پر روشن حجت ہو۔ اگر ثناء اللہ کو حضرت اقدس کے سامنے موت آجاتی تب تو اسکے تمام حواریوں کا کہنا قابل پذیرائی ہوتا کہ مباہلہ تو ہوا ہی نہیں پس مولوی صاحب ہی سچے تھے جو مرزا صاحب کے سامنے اٹھ گئے کیونکہ انہوں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ جھوٹوں کو مہلت دیجاتی ہے مگر اب تو اپنی مسلمہ حجت کے عین موافق صادر شدہ فیصلہ الٰہی کو نظر انداز کر کے سلسلہ حقہ کی خلاف اس قسم کی ناخدا ترسانہ ڈینگیں ہانکنا سراسر بیحیائی ہے اس قضیہ کی مفصل بحث اخویم میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی کے رسالہ فیصلہ الٰہی میں درج ہے جنہیں تلاش حق ہو وہ ضرور منگا کر دیکھیں

اب ہمیں لائل گزٹ کو یہ نیک صلاح دینی ہے کہ پیسہ اخبار تو اس سلسلہ کا پرانا مخالف ہے اسے تو ہمارا ایک سے ایک بہتر ہنر بھی عیب ہی نظر آئیگا لیکن آپ نے جو اسکی ایک لایعنی تحریر حرف بحرف نقل کردی یہ کہاں کی ہوشمندانہ اخبار نویسی ہے کیا یہ سلسلہ احمدیہ کی اس نیکی اور حقگوئی کا صلہ ہے کہ وہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو خدا کا ایک راستباز حق پرست اور برگزیدہ انسان مانتا ہے برخلاف ان مخالفین احمدیت کے جنہیں خوش کرنے کیلئے شاید آپ نے یہ مضمون اخبار مذکور سے نقل کرکے چھاپا ہے۔ اگر یہی بات ہے تو بہتر ہے کہ احمدیوں کو نیک مشورہ دینے سے پہلے وہ خود اپنے ہوش کی خبر لے اور نیک و بد کی فکر کرے۔

## علماء دیوبند کی نازک پوزیشن

مدرسہ دیوبند کے مولویوں نے شروع ماہ رواں میں سر جیمز میسٹن بہادر بالقابہ لفٹنٹ گورنر صوبہ متحدہ کو معائنہ مدرسہ کیلئے اپنے ہاں بلایا اور ایک طول طویل سپاسنامہ پیش کیا۔ اس خطبہ خیر مقدم میں انہوں نے ہز آنر کے حضور جو عقیدتمندانہ خیالات ظاہر کئے ہماری رائے میں اور بروئے اسلام بالکل حق بجانب ہیں اور آخر میں سرکار عالیہ برطانیہ کی نسبت جس وفاداری و بہی خواہی کا اظہار فرمایا وہ بھی سراسر بجا و درست ہے لیکن ان علماء کرام کے اس طرز عمل پر غور کرتے ہوئے ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جاہل اور نا سمجھ افراد قوم کہیں ان بزرگوں سے بدظن تو نہ ہو جائینگے جنکے مشرب میں قرآنی تعلیم اور ارشادات نبوی صلعم کو بھی بالائے طاق رکھکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشامدی قرار دینا عین صواب اور کار ثواب تھا جبکہ حضرت ممدوح اپنی مہربان گورنمنٹ کے واقعی احسانات اور محاسن کے ممنون و مداح ہوتے تھے۔ کیا عام مسلمان ان بزرگوں کے اس رویہ کو ظاہرداری و نفاق پر محمول کرینگے؟ یا یہ کہینگے کہ لو جی ایسے ایسے پکے مولوی بھی ان معاملات میں مرزا (علیہ السلام) اور مرزائیوں کی تقلید کرنے لگے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ عوام کا آئندہ سے انکی نسبت کیا خیال ہو لیکن ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ جسطرح غیر مسلم اقوام بہت سے معتقدات اور مسائل میں اسلام کی صداقتوں اور پرحکمت تعلیمات کو عملی طور پر قبول کرتی جاتی ہیں اسی طرح یہ حضرات بھی اللہ ھو اضحی المؤیدین کے زیر اثر خدا کرے صدق و اخلاص سے ہی اسبات کے قائل ہو گئے ہوں۔ جیسا الحمد للہ سلسلہ احمدیہ کا متفقہ خیال ہے۔ کہ انگریزی سلطنت درحقیقت اس پر آشوب زمانہ میں ہمارے لئے آیہ رحمت ہے اور بمقابلہ دیگر سلطنتوں کے ہر طرح بیش غنیمت۔ خدا توفیق دے کہ علمائے موصوفہ بالا جلدی ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیگر پرحکمت تعلیمات کے صدق و حق کو بھی سمجھ جائیں آمین۔

## جنگ اور مسلمان

جماعت احمدیہ تو بفضلہ تعالےٰ پورے اخلاص اور بصیرت سے اس عقیدہ پر قایم ہے کہ دولت عالیہ برطانیہ کا وجود دین حق کی حفاظت و حمایت اور تبلیغ اور اشاعت کے حق میں مصالح الٰہی کے ماتحت اسقدر مفید و ضروری اور بابرکت واقع ہوا ہے کہ دنیا کے پردہ پر آج اس بارہ خاص میں کوئی اسلامی سلطنت بھی اسکی ہمسری نہیں کر سکتی (اگرچہ سلطنت جسے کہتے ہیں وہ مسلمانوں کی شامت اعمال سے باقی ہی کونسی رہ گئی ہے؟!) لہذا ہر ایک ہوشمند اور مآل اندیش انسان کو جو دعوی مسلمانی کرتا ہو اور اسلام کے واسطے کیسی شاندار مستقبل کی توقعات رکھتا ہو۔ اس وقت بطور ظاہرداری و نفاق کے نہیں بلکہ سچے دل سے دولت ممدوحہ کا یہی عقیدہ کیش و خیر اندیش ہونا چاہیئے لیکن جو لوگ بدنصیبی سے اسکے برعکس خیالات رکھتے ہوں (خدا کرے ایسے اشخاص الشاذ کالمعدوم یا بالکل مفقود ہوں) ان کے لئے کیسی حسرت کا مقام ہوگا جبکہ بالآخر انشاء اللہ برطانیہ کا بول بالا رہا اور ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسی حکومت کو ان حریفوں کے مقابلہ میں ہرگز نیچا نہ دکھائیگا بلکہ اسکا اصول جہانبانی حقیقی اسلام کیلئے موجب ترقی ہوا ہے لوگوں کی ذات سے تو نام کی مسلمانی کو بھی اب تک ضرر ہی پہونچتا رہا ہے پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس نازک وقت میں اپنے خیالات و جذبات کا بڑی احتیاط سے محاسبہ اور بہت جلد انکی تعدیل و اصلاح کریں۔ یہ جنگ اپنے تمام آثار و قرائن سے وہی نمونہ قیامت معلوم ہوتی ہے جو خدا کی زبردست مشیت کے ماتحت آخری زمانہ میں ہونی تھی۔ اور جسکی خدا کے راستباز ہزاروں برس پہلے خبر دے چکے ہیں۔ خدا سے ڈرو اپنی اصلاح کرو دعائیں مانگو اور بکمال عجز و نیاز اسی احکم الحاکمین کے آستانہ پر گر جاؤ۔ جسکی نظر لطف و کرم کے بغیر آنیوالی آفات اور سخت آزمایشوں میں جان و مال کا (دین و ایمان کا) صحیح سلامت رہنا مشکل ہے اللہ تعالےٰ ہی اپنا فضل و کرم فرماوے۔ اور قبول حق کی توفیق دے جیسے علماء اور اتقیاء کا رد کرکے آج غافل دنیا طرح طرح کی بلاؤں کا شکار ہو رہی ہے۔ آمین +

# امیر المنکرین مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط

میں نے حضرت اولوا العزم کی خلافت کے اوائل ہی میں مجوزات انکار خلافت کی تصریح کرتے ہوئے ظاہر کیا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کا انکار کسی مسئلہ کے اختلاف کی بنا پر نہیں بلکہ مطلب شان دیگر است۔ یہ بہانہ بازیاں اور ملمع سازیاں زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتیں ہیں آج مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے مسئلہ پر محض ضد اور ہٹ دھرمی کے رنگ میں بحث کرتے ہیں۔ لیکن میں انکا ایک خط یہاں درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جاویگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں انکا یہی مذہب تھا کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور اپنی تحریروں میں وہ مجدد نبی ہی لکھا کرتے تھے۔ ہاں دلکا واقف اللہ علیم ہے کہ وہ نفاق سے اگر ایسا کہتے تھے تو یہ رہ جائیں۔ ہمارا کام تو محض ان کے الفاظ کو دیکھنا ہے ناظرین دیکھیں کہ کس صراحت سے وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اظہار کرتے ہیں اس خط کو بھی پڑھ کر فیصلہ کرنا ہوگا کہ یا تو مولوی صاحب نے اب نبوت مسیح موعود کی بحث محض ضد اور تعصب کی بنا پر شروع کی ہے یا یہ کہ آپکی زندگی میں یہ عقیدہ انکا برنبائے نفاق تھا (ایڈیٹر)

مکرمی چودھری صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‌۔ اگرچہ بہت کم فرصتی ہے مگر تاہم وہ بات آپ کو سناتا ہوں جو یہ روں ہمارے امام نے سنائی کہ **جماعت اب اس وقت کیلئے تیار رہے جو آخر ہر نبی پر آتا ہے** - یعنی رحلت کا وقت۔ اللہ تعالے کے الہامات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت اب قریب ہے اگرچہ اللہ تعالے ہی بہتر جانتا ہے کہ قریب سے اسکی کیا مراد ہے اسکے نزدیک بعض وقت تھوڑا وقت بھی ایک بڑا عرصہ ہوتا ہے اور ہماری تو یہی دعا ہے کہ اگر وہ ایک دن بھی ہے تو ان یوما عند ربک کالف سنۃ ہو۔ مگر آخر اس وقت سے تو چارہ نہیں یہ الہامات گویا عید کے دن کے ہیں قرب **اجلک المقدر** قل میعاد ربک۔ دن بہت تھوڑے رہگئے ہیں اس روز سب پر اداسی چھا جائیگی۔ لا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ یہ آخری الہام تسلی بھی دیتا ہے کہ مقاصد سب پورے کئے جائیں گے مگر **فرمایا کہ مقاصد کی تکمیل نبی کے اٹھائے جانیکے بعد بھی ہوتی رہتی ہے** - یہ تو خدا بہتر جانتا ہے کہ اب کتنا وقت اور ہمارے درمیان یہ خدا کا پیارا ہے اور ابھی ہم میں سے کس کس پر اس نے آخری دعا کرنی ہے مگر جماعت کیلئے وہ وقت ضرور آگیا ہے کہ اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرے۔ کیونکہ خدا اس حالت میں تو اس کو نہیں چھوڑیگا مگر ہم سے بڑھکر بدقسمت کون ہوگا۔ اگر ہم ہی ان لوگوں میں نہ ہوئے جنکو اللہ تعالے اپنے خاص ارادہ اور منشاء سے ایک بڑے کام کیلئے تیار کرنا چاہتا ہے اللہ تعالے سب بھائیوں کو توفیق دے۔ کہ اب وہ اس دنیا سے دل توڑ کر آخرت پر ہی دل لگا دیں۔" والسلام (خاکسار محمد علی)

معزز ناظرین آپنے مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کو پڑھ لیا اسمیں خود انہوں نے حضرت مسیح موعود کا کلام درج کیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علی وجہ البصیرت اپنے نبی ہونیکا اعلان کیا ہے اور مولوی محمد علی صاحب قادیان سے دور ایک مخلص دوست چودھری رستم علی صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات پہونچاتے ہیں۔ اب غور کرو کہ وہ شخص جو ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان رکھتا اور بغیر مجازی نبی کہنے کے صاف الفاظ میں نبی کہتا ہے۔ آج محض خلافت کے انکار کیوجہ سے اس قدر گر جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی تحقیر کرتا ہے اس تحقیر کا بدلہ وہ پا چکا کیونکہ خدا تعالے نے اپنے بندے کو یہی کہا تھا انی مھین من اراد اھانتک مولوی محمد علی جو قوم سے جوتیوں سے روپیہ وصول کرنیکا اعلان کرتا تھا آج وہی قوم اسکے خلاف نفرت و حقارت کا ووٹ پاس کر رہی ہے **دیکھو اسے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو**